

دل کا پور

بعض لوگوں کو اگر شرعی امر کے لئے کہا جائے تو بہت دینی زبان سے کہتے ہیں کہ "سنت ہے" یعنی کوئی ضروری اور اہم چیز نہیں ہیں کہتا ہوں کہ فعل تو سنت ہے مگر یہ لہجہ کفر ہے، زورے عظمت کے ساتھ کیوں نہیں کہتے کہ سنت ہے، گناہ اور کشتی میں کیا فرق ہے، ایک کیوں آسانی سے صاف کر دیا جاتا ہے اور دوسرا غضب اور عتاب کا موجب کیوں ہوتا ہے؟ اس لئے کہ پہلے میں قصداً مخالفت نہیں ہوتی، دوسرے میں مخالفت اور جرات ہوتی ہے آپ کوئی بہت پھٹا سا نوٹ جسے کئی ٹکڑے ہو گئے ہوں صرف نمبر پڑھے جاتے ہوں، بینک کی کھڑکی پر لے جائیے آپ کو اسکے بدلہ میں نیا نوٹ دیدیا جائیگا لیکن اگر آپ نوٹ بینک سے لے لیں اور آپ کو بینک کے افسر یا کلرک کے سامنے پھاڑ دیں تو چاہے اسکے دو ہی ٹکڑے ہوئے ہوں آپ سزا اور عتاب کے مستحق ہوں گے اور سرکار کی توہین سمجھی جائیگی، اسلئے کہ پہلے میں ارادہ اور مخالفت کا دخل نہ تھا اور یہ محض سرکشی اور جرات ہے اسلئے قرآن میں آتا ہے۔

لیس علیکم جناح فیما اخطاتہ بہ ولکن ما مقصدت قلوبکم

حضرت شاہ محمد یعقوب صاحب مدنی رطلہ

مطابق

۱۰ ارمئی ۱۹۶۹ء

پندرہ روزہ
تعمیر حیات
۱۵

چند لاکھ
سالانہ ۸ روپے
ششماہی چار روپے
فی کاپی ۳۵ پیسے

جلد نمبر ۶
شعبہ تعمیر و ترقی دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
شمارہ نمبر ۱۳

ترتیب صفحہ

- احکام و منافع
- کب دوساعت صحیحہ با اہل دل
- اسلام کا نظریہ عدل و سزا
- اہل اسلام کے اوقات کتاب سنت کی روشنی میں
- انتقامی تقریر مولانا سید ابوالحسن علی ندوی
- عبادات میں اعتدال نازک کے منتقلات
- یروشلم
- بزم خطابت (نظم)
- فقہی مسائل
- کوالف دارالعلوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم آخری سفر

محمد حسینی

ڈاکٹر ذاکر حسین کی وفات کو لوگوں نے مختلف زاویوں سے دیکھا ہے، کئی نے اس کو ناقابل تلافی نقصان بتایا، کئی نے مرہوم کو سیکولرزم کا نشان قرار دیا اور کئی نے شرافت و وفاداری کا پیکر اور اخلاق و محبت کا مجسمہ، لیکن وہ سب اہم بات جو اس پوری داستان میں نہیں کہی جا رہی ہے وہ یہ ہے کہ ان کی وفات میں ایک مرد مومن کے لئے سبق کیا ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ (ادھر وہاں اللذات) یا ذکر دلہنوں کو عہدے والی چیز کو اس لحاظ سے ہر انسان کی موت مومن کے لئے درس عبرت ہے، لیکن یہ عبرت اس وقت اور بڑھ جاتی ہے جب انسان کے عروج و پسپائی، اور قوت و بے بسی کے سارے مناظر ہماری نظر کے سامنے ہوں۔

اس میں سب سے زیادہ سامان عبرت ان لوگوں کے لئے ہے جو اس آخری سفر کو فراموش کر چکے ہیں، اور اس دنیا کی عارضی دلفریب چیزوں اور رنگینوں سے ان کو موت کی تیاری اور آخرت کی اہمیت زندگی سے غافل کر دیا ہے، بلکہ لوگوں کو سوچنا چاہیے کہ اگر عزت و جاه، عہدہ و منصب، اور سالانہ رحمت ہی مقصود ہے تو پھر صدر جمہوریہ سے لڑ کر کوئی عہدہ پس پورسکتا لیکن موت جب آتی ہے تو سانس بھی نہیں لینے دیتی، وہ اس کا اختیار سبھی نہیں دیتی کہ آدمی اپنے بستر ہی پر مرے، اس کے یہاں یہ قانون نہیں کہ اگر بادشاہ اور صدر جمہوریہ ہے تو اس کو تخت شاہی پر مرنا چاہیے۔

مرحوم ڈاکٹر ذاکر حسین بہت ہی خوب لوگوں اور اعلیٰ صفات کے مالک تھے اور جنہوں نے دن کو قریب دیکھا ہے وہ ان صفات کے طے سے قند دان ہیں اس کے علاوہ ایک زمانہ ان کی علمی لائق ذہانت اور محنت کا ثمرت ہے لیکن ان کی صفات میں مسلمانوں کے لئے جو عبرت پوشیدہ ہے وہ شاید ان کی زندگی میں نہیں تھی۔

اس کے علاوہ ان کی وفات کا ایک اور پہلو ہے اور وہ یہ کہ اس سے اس طریقہ کار کی ناکافی خود بخود ظاہر ہو جاتی ہے جو اب تک مسلمانوں کا ایک طبقہ اپنا کئے ہوئے ہے۔ ڈاکٹر ذاکر حسین ان کے بہت سے افکار سے اختلاف کے باوجود اس طبقہ میں سب سے زیادہ سیدہ درباردار تھے لیکن اسکے باوجود یہ عہدہ و منصب ان کی بلند پر دازی کی راہ میں قدرتی طور پر حائل ہو گیا، ان کو جس طرح دارلینا وہ کام کر لیں گے نقطہ نظر سے ایک مستند اور حوصلہ افزا روایت تھی لیکن جتنے خود وہ فوت ہو کر سے خالی تھے وہ اتنے ملنے رکھ کر دیکھا جائے تو ہمیں بڑی عبرت حاصل ہوتی ہے بہت سی حقیقتیں سامنے آجاتی ہیں اور سب سے صاف دکھائی دیتے ہیں کہ

• دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ڈاکر صاحب کی مغفرت فرمائے اور عالم حقیق میں پہنچ کر ان کی روح کو ابدی شادمانی حاصل ہو۔

قرآن کی روشنی میں

صدقہ کے احکام و منافع

(از: مولانا عبد الماجد صاحب دریا بادی)

اِنَّ تِلْكَ وَالصَّلٰتِ قِتٍ فَيَجِيَا
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا حٰوْزُوْا لَكُمْ
الْفَقْرَآءُ قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَلَكُمْ فِيْ
عَدْوِكُمْ مِّنْ سَيِّئَاتِكُمْ وَاللّٰهُ
بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌۭ

ترجمہ اگر تم صدقات کو ظاہر کر دو جب
بھی ایسی بات ہے اور اگر نہیں چھپاؤ
اور فقیروں کو مدد جب زور ہمارے تم میں
اور بیتر ہے اور اللہ تم سے ہمارے کچھ گناہ بھی
مہر کرے گا اور تم کو کچھ کرے ہو سکتا ہے اور

نیکی کی طرح صدقات و خیرات کے بھی ٹھنڈا ادا کر کے کی تصدیق
تو ظاہر ہی ہے لیکن زندگی میں ایسے مواقع بھی برابر پیش آتے رہتے ہیں جہاں
نیکی کا اعلان و اظہار بھی ضروری ہو جاتا ہے۔ ایک شخص ہے کہ بھوک و پیاس
سے نڈھال یا بیماری میں مبتلا سڑک پر پڑا تڑپ رہا ہے ہم قریب سے
گزر رہے ہیں اور بالکل ہمارے اختیار میں ہے کہ ہم اسے کھلا کر یا دودھ بھر کھانا
چاہئے کہ اسے زندہ اٹھا کھڑا کریں لیکن اس اندیشے سے کہیں ہماری اس
خدمت کا شمار زیادہ نالاش میں نہ ہو جائے اس کے پاس سے کتراتے اور نالاش
گھڑتے چلے جاتے ہیں۔ یہ تقویٰ نہیں صین مصیبت اور انتہائی وسوسہ پرستی
ہوئی، یہاں ضرورت فی الفور مدد رسانی کی تھی، خواہ اس کے لئے اعلان
و بانگ دہل ہی کرنا پڑے نہ کہ شبہ ریا و شائبہ نالاش سے بچنے کے لئے تلاش
پیدا گوشہ تنہائی کی ضرورت ہو جائے۔ جی مذہبی طبقوں نے نیکی کے
اہتمام یا خفا و میں تاکید سے زیادہ کیا ہے اور خدمت خلق کو مخفی
رکھنے کے ساتھ محدود و مقید کر دیا ہے، ان کی تعلیم یقیناً ناقص نامیک
طرف سے ہے اور انہوں نے زندگی میں شب و روز اس قسم کے پیش آئے
والے بہ کثرت واقعات کو نظر انداز ہی کر دیا ہے۔ مرشد تھانوی نے فرمایا
کہ صبح مسک یہ ہے کہ عمل خیر کے اعلانی و اختیار میں اختیار ہے اور ساتھ
ہی فضیلت اخفا کی ہے، جب اعلان میں کوئی خام مصلحت نہ ہو ات
تبد و ادان تخفوا یعنی حسب ضرورت مصلحت دین اعلان و اخفا جو بھی
مناسب ہو تو توھا الفسق یعنی فقیروں کے حوالے کر دہ اہتمام اخفا کیساق
ہو۔ یعنی وہی اہتمام اخفا۔

دان نیکیوں کی برکت سے قرآن مجید نے ازاں سنیات کی جہاں
اور صورتیں رکھی ہیں وہاں ایک صورت یہ بھی ہے کہ نیکیاں بدوں کا کفارہ ہو
رہتی ہیں اور حسنات سنیات کو محو کرتی رہتی ہیں یہ چیز معنی عقیدہ کی نہیں
مشاہدہ و تجربہ کی ہیں ہے کہ خلق کی نظر سے چھپا کر طاعت اور نیکیوں کی
عادت اگر ڈالی جائے تو ایک عرصہ کی مشق کے بعد نفس کی اصلاح خود بخود
آج

(مسلسلہ)
(دعوتِ اسلامی)

یک دو ساعت صحبتے بالہ دل

مجلس حضرت شاہ محمد یعقوب صاحب مجددی مظاہر العالمی

(مرتبہ مولانا عبد الجبار الحسن علی مدنی)

آٹھویں مجلس

۲۶ شوال ۱۳۸۷ مطابق ۲۸ جنوری ۱۹۶۸ء خانقاہ شریف بھوپال
وقت ساڑھے دس بجے سے ساڑھے بارہ بجے تک

پو کہ اتوار تھا اس لئے صبح بہت تھا، خانقاہ کے دالان و صحن سب سرے ہوئے تھے، ایک جگہ سا معلوم
ہوتا تھا، حضرت نے کچھ دیر کے بعد کھڑے ہو کر تقریر فرمائی شروع کی۔ آواز بہت بلند تھی اور طبیعت
میں جوش بہت تھا، تین مرتبہ ایسا ہو کہ تقریر ختم کر دی اور بیٹھ گئے، پھر کچھ یاد آیا اور طبیعت میں اتنا فنا
پیدا ہوا اور تقریر فرمائی شروع کر دی، کسی قسم کا سہارا لینا یا کسی پر بیٹھنا منظور نہیں فرمایا، تقریر بھی
پوری مسلسل اور مربوط تھی۔ حاضرین بہت متوجہ اور بہت متاثر تھے۔ بعض حضرات پر وقت بھی طاری ہو جاتی
تھی، شہر کے مسترد حامد، افسران اور بڑے ملازمین اجدید قلمیافتہ اصحاب، کاجوں کے اساتذہ، طلباء
اور شہر کے مسترد علماء بھی موجود تھے

فرمایا کہ اہل طلب کے آنے سے سیز کھلتا ہے
ان کی دھ سے مضاہین کا درد ہوتا ہے۔ آپ ٹوٹی گویا
گے تو پانی نکلے گا، آپ سمجھتے ہیں کہ ٹوٹی کا احسان ہے
نہیں بلکہ ٹوٹی پر آپ کا احسان ہے، وہ تو گرم رہتی
پانی نکلنے سے ٹھنڈی ہو جاتی ہے، پیر کون ہے منی رید
ہونے والا پیر ہے کیونکہ اس نے ترغیب دلائی کہ
اللہ کا راستہ بتایا جائے، علم امانت ہے، علم و حکمت
کی باتیں اللہ کے بندوں کو پہنچانا عالم کے فریضے
میں سے ہے، مولانا حسین احمد مدنی بھوپال تشریف
لائے ہوئے تھے، تین روز کا قیام تھا۔ میاں (بڑے
صاحبزادے مولوی محمد سعید صاحب) اور ان کے ملا
خانقاہ تشریف لانے کی دعوت دینے کے لئے گئے، مولانا
نے معذرت فرمادی کہ سب اوقات گھر چکے ہیں، اب
کوئی وقت باقی نہیں ہے، دونوں ناکام واپس آئے،
میں نے کہا تم نے جو ابھی نہیں کہا نہیں آیا، میں
گیا، حضرت آرام فرما رہے تھے، بچے دیکھ کر اٹھنے
گئے، میں نے کہا نہیں آپ آرام فرما رہے۔ بچے صرف
ایک سسل پڑھتا ہے، میں یہ در یافت کرتا ہوں
کہ ایک شخص نے مسجد بتائی وہ دروازہ پر کھڑا ہو جاتا

تھے دنیا نے اس پر اکتفا نہیں کیا اور سوچتی اور سوچتی
کوئی رہی کہ اس سے آگے بھی روشنی چاہئے یہاں
تک کہ آج اس بجلی کی روشنی تک پہنچ چکی۔
ایمان اور دین کے بارے میں بھی اصول ہونا چاہئے
کہ جنہی روشنی ہمارے پاس ہے اس سے زیادہ کی طلب
اور تلاش ہو کہ ترقی کی انتہا نہیں ہے، اہل یورپ
زمین سے جب ترقی کر چکے ۱۶ انہوں نے آب
آسمانی بیادوں اور چاند کی طرف توجہ کی ہے۔
میسٹر نزدیک یہ فطرت کے عین مطابق ہے اور اس
سے کمالات حاصل ہوتے ہیں، دین کے بارے
میں بھی یہی نظریہ ہونا چاہئے۔ شاعر نے ٹھیک
کہا ہے

ترقی طلب کیجئے ہر گھسری
مذاہلے نہایت ہے رہا کی بڑی

دنیا نے اپنی ترقی پر اکتفا نہیں کیا، دین والوں نے
اپنی حالتوں پر کیوں اکتفا کر لیا؟ بات یہ ہے کہ جس
طرح دنیا کی عظمت اور وفاداری ان کے خیال میں ہے
اس طرح دین کی عظمت ہمارے خیال میں نہیں ہے
اگر میں بتا دوں کہ فلاں جگہ خزانہ ہے تو آپ
اس کے لئے کیا کچھ نہ کریں گے۔ موجودہ ترقیات اور
کمالات کی، حقیقی ترقیات اور کمالات کے مقابلہ
میں مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص اس پر غصہ کرنے کے
میں نے گور کے کندھے (اٹلے) بہت تھاپ لئے ہیں
بہت کام آئیں گے، یہ دراصل اس کے دماغ کی روک تھام
اور پستی کی نشانی ہے جن کے دل میں اللہ کی عظمت
ہے وہ اس نظر سے ہم کو دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں
برعکس نہند نام زنگی کا نور

جب ہم انتہائی منزل میں آگے تو اسکو انتہائی
ترقی کا نام دے دیا۔ دل کا سکون اور دور کا اطمینان
بالکل غائب زندگی ایسی ہو گئی ہے جیسے ریشمی چادر
کو کانٹوں پر ڈال کر کھینچنے۔ جس طرح وہ چادر پھٹ
جاتی ہے اس طرح ہماری زندگی پارہ پارہ اور تار
تار ہے۔ ہرے پیرا، روزہ کے مزدوری کرنے کے آئے
کپڑے بالکل پھلے ہوئے تھے لیکن سارے دن ہتھ کیٹتے
رہے، بات بات پر ان کی بائیس کھل جاتی تھیں
اور ٹھٹھے لگاتے تھے کام میں بٹے رہے، جب کھانے
کا وقت آیا تو تھکا جی اور سوکھی روئی نکال کر کھانے
بٹھ گئے، ایسے مست اور مگن تھے جیسے بڑی سمیت
کھارے ہوں، یہ اسباب سے بالکل خالی تھے لیکن
نوشہ تھے ان کو رست کہ نہیں تھی کہ اور کیک میں لٹا کر نکال

سلمان، صبیحہ ولایت میں خلیفہ...
سلمان، اسی کو کہا گیا ہے خیر العین اعنی العین
دیکھتے تھے تو غریبوں کی تفریح ہے،
میں نکلے میں ایک ڈاکٹر کے منگولیاں بیٹھا ہوا
خاتمہ دور مارا تھا کہ جب چائے کے گھٹے پر چلنے کا خوف تھا
تو بیٹوں آیا اس کا سبب سمجھنے کے لیے میں نے پوچھا
کہ کیا بات تھی، کہنے لگے بھر کے بہت بڑے سینٹر
کا ٹیلیفون تھا کہ جب سے انہوں نے مناسبت کو جاننا
کا ایک گونڈا لانا مقام پر گرا ہے ان کو دستر لگ
گئے ہیں، آگ سے ہر پاؤں دکھ کر جھاگ رہے تھے
ان لوگوں کو کیوں اتنی ہی آبی تھی اور وہ اتنے
مست کیوں تھے، جو ان کا گرم خون، مسمت اور
بے شکری اور حقیقت میں جان بخشی بڑی دولت
ہے اتنی بڑی دولت کوئی نہیں۔ قرآن مجید حیات
ابد کا نشان ہے۔ لایسہ سہم فیضان نصب
دعا سہر منھا بہتر جین (اپنی جھوٹے گی
جنت میں ان کو ٹھکر اور وہ اس سے نکالے جائیں
گئے، تو تو کون کون ہے جو اس دولت کو نہ لے
اپنے گونڈے کی دولت اس کے مقابلہ میں چھوڑی تو کیا
کمال کیا؟ اس حقیقی دولت کے مقابلہ میں وہ دولت
کدے اور ایلان کی طرح ہے۔ جب وہ دولت
پہنچی تو سب کے سامنے ٹھیک اور سجدہ کرنے لگے۔
آج میں دیکھتا ہوں کہ اکثر کے نام سے کعبہ
لڑ جاتا ہے اور اللہ اکبر کی آواز کا کوئی اثر
نہیں پڑتا حالانکہ یہ امر و حاکم خیالی اور خود ساختہ
ہیں "ما انزل اللہ بعامت سلطنت ان محکم
اللہ" (نہیں اتاری ہے اللہ نے اس بات کی کوئی
دلیل۔ مگر انی تو بس اللہ ہی کا حق ہے)
وہ فرمائش کرتے ہیں کہ وظیفہ بنا دیجئے
آج ہمیشہ ہے سلطنت تو دل میں حاکم کی بٹھا ہے
اب وظیفہ کیا اثر کرے گا۔ ایک بی بی تشریف لائی
مصیبت بیان کی، میں نے لاجول و لا قوتہ
الا باللہ کا وظیفہ بتایا، کہا یہ تو میں پڑھتی ہی
ہوں، میں نے کہا کہ آپ تشریف لے جائے۔ اللہ
کے رسول نے تو یہ فرمایا تھا کہ یہ عرض کے خواہوں
میں سے خزانہ ہے اور آپ کے نزدیک کوئی بات
ہی نہیں۔ اس کے مقابلہ میں ایک دوسرے صاحب
تشریف لائے اپنی ایک پریشانی بیان کی میں نے
لا حول و لا قوتہ الا باللہ کا حق بتایا۔ انہوں
نے کہا یہ تو بڑے حضور (حضرت پیر الیہ صلی اللہ علیہ وسلم)
نے صاحب لفظات میں لایا تھا، مگر صاحب صاحب محمدی کے والد صاحب اور سید

نے بتایا تھا۔ اس کے بڑھنے سے ایک شخص جس کو بھیجا
کا سزا ہوئی تھی بری ہو گیا۔ انہوں نے عظمت کے
ساتھ پڑھا اور فیضی طریقہ پر ان کی ایسی مدد ہوئی کہ
حیرت ہو گئی، ایسے بہت سے واقعات پیش آئے
ہیں، فائدہ اٹھانے والا اور ٹھکنے والا جب تک بری
چیز کو اچھا کرنے نہ پڑے گا فائدہ نہ اٹھائے گا جس کی
علیٰ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ والد نے ایک انگوٹھی بنا کر
دی تھی، میں مکتب پڑھنے جاتا تھا۔ ایک عیار نے
راستہ میں ملا اس نے مجھے ایک گھجور دی میں نے
کھا یا تو میٹھی تھی، کہا کہ اب انگوٹھی جس کو دیکھو
میں نے جو سا تو پھینکی اور بے مزہ تھی، کہا کہ اب
بھینکی اور بے مزہ چیز تھے دے دو اور میٹھی گھجور
لے لو اس طرح اس نے انگوٹھی ٹھک لی۔ یہی ہماری
مثال ہے لوگوں نے ہم سے کہا یہ کیا ہے؟ ہم نے
کہا اس کا نام اسلام ہے۔ یہ باپ دادا سے چلا
آ رہا ہے یہ ہم کو بڑی تکلیف دیتا ہے۔ ہم کو کبھی
نہیں سونے دیتا چھبھڑیوں اور جوڑوں کی طرح
ہم کو کاٹتا ہے اور ہم کو اس کی وجہ سے دکھنا پڑتا
ہے۔ انہوں نے کہا اس میں کچھ نفع بھی ہے؟ ہم
نے کہا محض خیالی نفع ہے! انہوں نے کہا ہم کو یہ
دے دو اور یہ دولت اور یہ کرسیاں ہم سے لے لو
ہم جس پسٹی میں تھے اس پسٹی میں ہم کو اسلام پست
اور بیکار نظر آتا تھا اور یہ دنیا کی دویش بلند دکھائی
دیتی تھیں۔ ایک شخص کھائی میں پڑا ہوا ہے اوپر
بندی پر مٹی ہے وہ کہتا ہے کہ مٹی انسان سے
ادبھی ہوتی ہے اب جب تک اس مٹی کو کھائی میں
نہ لایا جائے یا اس شخص کو بند کی پر نہ بٹھایا جائے وہ
اکا پر اصرار کرتا رہے گا کہ مٹی انسان سے ادبھی ہوتی
ہے یہی وہ حالت ہے جس کے متعلق کہا گیا ہے "سہ
رد دنیاہ اسفل سافلین" (پھر لوٹا، یا ہم نے
اس کو پست پست حالت میں) اب اگر پوچھا جائے
کہ کھائی میں سے نکلنے کا کیا راستہ ہے کہا جائے گا
ہاں ایک جوہر ہے "الا لدنیت امتنا وعلو
لظلمت فلعلم اجر غیور معنوض" (ہاں
مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عملی کو اپنایا تو
ان کے لئے ابدی اجر ہے) آج ہماری قوم اس پسٹی
میں پھونچ گئی ہے کہ اسلام کا کوئی جوہر اس میں نہیں
پایا جاتا نہ صداقت ہے نہ امانت نہ اخلاق نہ عمل
پر قسم کی باخلاق قیال اور جوہر ان میں مل جائیں گے،

چور، دغا باز، عیار، رہزن سب ملیں گے، نام
عبدالرحمن محمد سلطان وغیرہ وغیرہ، جذبات پر
تاؤ رکھنا اور غصہ کو دبانے تو آتا ہی نہیں، وہ شخصوں
میں ڈرا گنگو ہوں اور ایک نے دوسرے کو چاقو
مار دیا، غصہ کا عمل کیا ہے؟ اور خوش کا عمل کیا ہے
یہ جانتے ہی نہیں، سامتی پر تو اس غصہ آیا اور نفس کی
شرارتوں پر کبھی غصہ نہیں آتا، وجہ یہ ہے کہ ہم کو
اپنی حقیقت معلوم نہیں "یا ایھا الانسان ما عرک
بریک الکعبیر، قتل الانسان ما کفرہ
من ای شی خلقہ، من نطقہ، خلقہ،
فقدرہ شعر السبیل لیورہ شعر اما ستی
فا قبریہ شعر اذا شاء الشرح اے انسان تجھے کس
چیز نے اپنے رب کی بابت دھوکے میں ڈالا ہے،
اللہ کی بار جو انسان پر وہ کیا ناسکروہ ہے دیکھتا نہیں
کوکس چیز سے اس کو پیدا کیا، لفظ سے پیدا کیا اس کو،
پھر اڑا رہے نظر آیا اس کا پھر آسان کیا راستہ پھر اسے
موت دی، پھر قبر میں پہنچایا، پھر جب چاہے گا اسے
قبر سے نکال کر کھڑا کر دے گا۔
اگر یہ غصہ کرنے والا اور اپنے سامتی پر حملہ کرنے
والا نفس کی ذلت کو سمجھ لیتا تو یہ نہ کرتا بیشی سوسہ
نے حکایت کہی ہے کہ ایک آبرو باختم شخص نے ایک
بزرگ سے کچھ پیسے مانگے انہوں نے غصہ کیا کہ اس
وقت میرے پاس کچھ نہیں ہے
طرح بردوشنے با صاحب دے
نہو آں زماں در میاں حاصل
یہ سن کر وہ شخص جامد سے باہر ہو گیا اور ان بزرگ
کی کھڑے ہو کر، جو بیان کرتی شروع کر دی، کہنے
لگے کہ ان مجھے لوگوں کے دھوکے میں نہ آنا یہ جس
وقت مراتب اور سر پر اٹھتے ہیں تو بڑے بزرگ
معلوم ہوتے ہیں لیکن یہ اپنے شکار کی تاک میں ہوتے
ہیں یہ سب اس لئے آتے ہیں کہ یہاں بہت لوگ آتے
ہیں کوئی موٹا سا شکار ہانڈا آ جائے گا، ان کو گھس
میں شکار نہیں ملتا تو فائدہ خدا میں شکار کرنے آتے ہیں
کہوں کہ بڑا فائدہ بدل بر نہیں
وگر صیدے اُفتد جو سگ دہیند
سوسے سجد اور دکان شید
کہ درخانہ کستر تو ان یافت صید
کہنے لگا قافلہ تو خیر مرد ڈاک ڈالتے ہیں جو کھیل رہا
میں اپنی جماعت کا جو ہر دکھانے میں لیکن یہ لوگ
رہزن تو لوگوں کی جیب کاٹتے ہیں، یہی ہی گڑھی کی

سیاہ اور سفید پیوند لگائے ہوئے ہوتے ہیں لیکن وہ اس
کے اندر سونا چھپائے ہوئے ہیں
رہ کارواں شہر مرداں زنت
دے جاڑ موم ایماں کنت
سپید سیاہ پارہ برد وختہ
بنا لوس پہاں زرا ند وختہ
کہنے لگا کہ یہ عبادت میں تو بہت نصیحت اور سخت
نظر آتے ہیں لیکن رخص اور حالت وجد میں بڑے
جوان اور حسرت بن جاتے ہیں
ہیں در عبادت کہ یہ ان مسرت
کہ در رخص و حالت جو اند و حسرت
یہ دیکھنے میں بڑے نصیحت و سخت اور زرا ند زرا ند نظر
آتے ہیں لیکن یہ حضرت محمدی علیہ السلام کا حصا ہیں
جو اڑد ہوں اور سانپوں کو مضمر کہ لیتا تھا اور
ایسا ہی سوکھا کا سوکھا اور سوتا بنا رہتا تھا
عصائے کلیم اند بسیار خوار
پس آنگہ نما مند خود را نزار
تہ متقی پر ہیز گار ہیں ز عالم جسکیم بس صرف
اتنی بات ہے کہ دین کے ذریعہ دنیا کھاتے ہیں
نہ پر ہیز گار نہ دانشور اند
ہیں بس کہ دنیا جو بس میخورد
اس نے کہا کہ تمام سنتوں میں سے انہوں نے وہ ہی
سنتوں کا انتخاب کیا ہے ایک سنت قیلولہ اور ایک
طعام سحرہ
زسنت نہ ہنی درایشاں اثر
سحر خواب پیشین و نان سحر
ان بزرگ نے جب اپنی یہ جو سنی تو فرمایا
اس نے تو محض اپنے گمان و قیاس سے یہ باتیں کہی
ہیں نچے تو ان کا یقین حاصل ہے کیونکہ میں اپنے
عیوب کا مشاہدہ کرتا ہوں
زرہے گماں بر من اینہا کہ بست
من از خود یعنی می شاکم کہ بست
اس بیچارے کا تجربہ تو صرف ایک سال کا ہے کہ
طافات کو اس سے زیادہ عرصہ نہیں ہوا اور نچے
تو اپنی عمر سال کا حال معلوم ہے وہ
دے اسل پیوست با بادصال
کجا د اندم عیب ہننا دسال
اگر میدان حشر میں اپنی میرے خلاف گواہ گذرے
گا تو نچے بڑا اطمینان ہے کہ میرے ساتھ اچھا ہی
مخالہ ہو گا۔ پھر نچے دوزخ کا ڈر نہیں ہے

بمحر گواہ گناہم گرا دست
تر دوزخ نترم کر عالم حکومت
سودی علیہ الرحمۃ ایک دوسری حکایت
سناتے ہیں کہ حضرت مجید بندہ ہی عید کے روز
جام سے بنا کر اور عات کیڑے پہن کر نکلے، ایک
شخص نے کہتے پر سے ان پر کوڑا پھینک دیا۔
انہوں نے فرمایا میں تو اس قابل تھا کہ مجھ پر پتھر
پڑیں تیری رحمت ہے کہ پتھر کو میرے لئے پگڑا
بنادیا۔
تھیر کے بعد یہاں بڑے لوگ کا زمانہ تھا
مولوی نمان ما حب جا رہے تھے ایک شخص نے مجھے
سے ان کو ٹھکا مار دیا، انہوں نے مجھے مڑ کر دیکھا
اور ایک لٹ ماری، وہ شخص گر گیا یہ آگے بڑھ گئے
اس کا ذکر خانقاہ میں ہوا۔ مولوی عبدالرشید صاحب
بیٹھے تھے کہنے لگے نمان میاں کی سے مار کھانے لگے
نہیں! میں نے کہا یہ مت کہتے ہم آپ کی بیادری
جب کہتے کہ آپ رنگ اور گورڈا لاجا تو خاموش
چلے آتے، شیخ سدی فرماتے ہیں
چوں نہ داری تا حق دندہ نیز
با بدل آں کہ کم اداری ستیز
نرم چیز جتنا عمدہ کام دیتی ہے تھی نہیں دیتی، بے
وقت کی تیزی اور گرمی نے مینا کے کھیل بگاڑ دیتی
ہے جیسے اس قدم میں مسلمانوں کا جینا ہوا مقدمہ
بار گیا جس میں کلثوم بیا کی سجد پر حملہ ہوا اور حکام
کو مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی تھی لیکن جامع سب
میں کچھ لوگ جو ابلی کارروائی کرنے کے ارادے سے
بیٹھے اور وہ گرفتار ہو گئے اور کھیل بگڑ گیا لے کر لے
موت پر بجائے جو ابلی کارروائی کے جس کا سوا سے
ذلت پریشانی کے کوئی نتیجہ نہیں دور کھت نماز
پڑھ کر دعا کرتے اور کہتے اللهم انما نجعلک
ف سحر و طسو و فعودہ بلک من شرو و طسو
تو بہر تھا۔
دوسری قوم اتنی ذلیل نہیں ہوئی جتنا ہم
ہوئے ہیں۔ اللہ قائل ہے بنی اسرائیل کو مخاطب
کہ فرمایا کہ تم نے تم پر اتنے بڑے بڑے انجالت
کئے لیکن تم نے نافرمانی کی دین بیدل نفعہ اللہ

من بعد ما جاء متہ ہذا من اللہ
شدائد العقاب (اور میں نے یہاں ڈالا
اللہ کی نکت کو تو اللہ بڑا ہی سخت ہے وہ ڈالا
ہے) ہم میں سے چور ڈاکو اور سب برائوں کے
موجود ہیں، دوسری قوم دینے کو چوں گے۔
پھر اللہ میں ایک مذمتی عورت نے کچھ رقم جمع
کی تھی اس کو رات بڑھی ایک صاحب دیندار
عورت کے یہاں جن کی بی بی ڈار تھی اس نے
پناہ لے کر یہ مسلمان ہیں اور نہ لڑیں۔ انہوں نے
رات کو اس کو قتل کر کے اس کی رقم چھین کر لیا۔
بالآخر گرفتار ہوئے اور اب بھی جیل میں پڑتے
ہوتے ہیں۔ مجھے رسالہ "تہذیب النبیۃ والصلوۃ"
میں بڑے بڑے کلام اور آیات کو کچھ کچھ اور
صاحب کرام کی بڑی کرامت یہ کہتے ہیں کہ حضرت
سید بن ابی وقاص نے کاسکریا کے محلہ کو لوگوں
پر بیٹھ کر عبور کر گیا اور نہ کوئی ڈر نہ باور نہ کسی کی کوئی
بیزاری ہوئی، اسلام کا بڑا تجربہ اور صاحب کرام
کی اصل کرامت یہ تھی کہ دولت کے دریا یا امیر
آئے اور تفسیر و کسری کے خزانے ان کے قدموں
سے لگ گئے وہ اس دریا میں سے ہو کر صاف نکل
گئے اور ان کا دامن صبر نر نہ ہوا۔
میں نے ایک دوست سے کہا کہ لوگ جنازہ
میں شامل ہوتے ہیں، مجھے ایک بھی جنازہ میں شامل
ہوتا نظر نہ آیا۔ جنازہ میں صحیح شمولیت یہ ہے کہ رازی
یہ کہتے کہ یہ جنازہ نلاں آدمی کا نہیں پڑا ہے دراصل
میں مرا ہوں یہ نماز جنازہ میری نماز جنازہ کا نہیں
ہے لیکن مجھے زندگی کی ایک بہت مل گئی ہے، تجھ
سے کسی نے کہا کہ فیض الشرفاں نے جہا گھر آباد نہیں
انتقال کیا، میں نے کہا غلط! صحیح یہ ہے کہ میں مرا
ہوں میرے انتقال کی خبر ہے۔ مجھے سمجھنا چاہئے کہ
یہ میری ہی نماز پڑھائی جا رہی ہے اور پھر قہر دیکھ
کہ یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ سب ارادے اور آرزو میں
دفن ہو رہی ہیں لیکن اس کے برعکاس میں نے دیکھا
ہے کہ نماز جنازہ کے بعد دعا کے لئے سب نے ہاتھ
اٹھائے۔ ایک صاحب سگریٹ پی رہے تھے اس
کو ڈا بھکا دیا کہ (باقی صفحہ پر)

لے یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ ایک پچھلے ملفوظ میں آچکا ہے
میں وہاں کا ایک قومی ملام میں دوسری جگہ کے موقع پر
بیرنگ قیدی اور نظر بند رکھے گئے تھے۔ راتوں رات ایک
سول رسالہ عرصہ ہوا شائع ہوا تھا لگے حضرت نے جملہ لفظ
استعمال کیا کہ وہ ہر دستہ ہر قوموں پر یہ لفظ استعمال فرماتے ہیں

تقاضا بہت اہم ہے اور اترہ کار بہت
 وسیع تھا۔
 اس کے صدر دفتر کی تعمیر کے لئے
 سلطان جہاں سیم دانی جو پال نے پچاس
 ہزار روپے کا عطیہ دیا۔ ۲۰۰ روپے کی
 رقم اس عمارت کا خود ہی سنگ بنیاد رکھا
 اسی سال مستقل امریکی ریسرچر ڈیویژن
 ریاست نے منظور کی تھی۔
 (۱) راجہ محمد آباد نے چھ سو روپے سالانہ
 ذمہ نواب صاحب جو پال نے دو ہزار روپے
 روپے سالانہ۔ (۳) دلی عہد بہار جو پال
 نے پانچ سو روپے سالانہ (۴) نواب صاحب
 جلول پور نے بارہ سو روپے سالانہ (۵)
 نواب نزل اللہ صاحب کو پورے چھ سو روپے
 سالانہ۔
 ۱۹۱۵ء میں نواب حیدر آباد نظام
 نے تقریباً چھ ہزار روپے سالانہ کا امداد منظور
 کی تھی اور ایک لاکھ آٹھ ہزار روپے
 کانفرنس کے ملازمین کے لئے بنک میں
 پرائمری نوٹس جمع کرانے اور اس کے
 علاوہ امر اور تجارتی کانفرنس کی۔
 ضروریات کے لئے کمروں کو تعمیر کرایا
 مثلاً ۱۱ ڈاکٹر محمد امجد علی صاحب نے
 ۱۲ ہزار روپے دیکر ۱۹۳۵ء میں امجد علی بلک
 تعمیر کرایا (۱۲) حافظ عبد الکریم صاحب
 میرٹھ نے ارشاد الدین ہاؤس تعمیر کرایا
 (۱۳) سول سرجن آگرہ نے ۱۹۳۶ء میں
 ۲۰ ہزار روپے خرچت کیا اور امجد علی
 محمدیہ بلڈ بینک بنوایا۔
 اس کانفرنس نے بہت سے چھوٹے
 قرضی ادارے قائم کیے چنانچہ انجمن ترقی
 اردو ای کانفرنس کا ایک ذیلی ادارہ
 ہے جو آج کل کرپاٹھ اردو مولوی
 عبد الحق صاحب مرحوم کی قیادت
 میں کانفرنس سے علیحدہ ہو کر ایک
 خود مختار ادارہ کی شکل میں قائم ہوا
 (دعوتِ سرورہ ۱۲ نومبر ۱۹۳۶ء)
 اس طویل سفر کے نتیجے میں
 یہ ہے کہ ہر زمانہ میں اہل خیر اچھے
 کاموں اور اچھے منصوبوں کی تکمیل

دفعہ کے لئے جانداروں کو وقف
 کرتے تھے اور اپنے نام سے مدد
 جاری کیے بغیر کرانے تھے تاکران
 کے بعد بھی کار خیر کا سلسلہ جاری
 رہے اور ان کو اس کا اجر و ثواب
 ملتا رہے۔
 چنانچہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ
 دارالعلوم دیوبند اور ندوۃ العلماء لکھنؤ
 وغیرہ میں اللہ کے فضل بنیادوں نے
 اپنے والدین یا اپنی اہلیہ یا دیگر متعلقین
 کے ایصالِ ثواب کے لئے کموں کو تعمیر
 کرایا اور اچھے کمروں پر اہل خیر کے
 نام سچے دیکھے ہیں بہت خوش ہوا
 اور ان اہل خیر کے لئے میں نے دل سے
 دعائیں کی ہے
 بہت ہی خوش ہوا عالی سولگر
 ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہاں
 ایک دفعہ میں جو پال کے ایک
 جلسہ میں گیا تو تاج المساجد وغیرہ
 دیکھنے کے لئے شہر میں نکلا، یہ تاج المساجد
 نواب والا جاہ مخمور صلی اللہ علیہ وسلم
 صاحب مرحوم کی بڑائی ہے (گو کہ
 ان کے بعد میں کل نہیں ہو سکی) ان کی دست
 درخست دیکھنے کے قابل ہے، آج کل
 اس کے ایک حصہ میں تعمیر و ترمیم کا
 سلسلہ جاری ہے، مسجد کے دونوں
 اطراف میں سلسلہ کمروں کی قطاریں
 ہیں، ہر ایک قطار میں کم از کم بیس
 کمرے ہوں گے، میں نے ہر کمرہ کو دیکھا
 یو پی، بی ای، ایم پی، مددس وغیرہ
 صوبوں اور مختلف ضلعوں کے اہل خیر
 حضرات نے یہ کمرے تعمیر کروانے
 میں مدد فرمائی، وہ سب والوں کی ایک
 پائی بھی اس پر حسرت نہیں ہوتی
 ہے بلکہ اہل خیر نے اپنے اپنے امزہ
 کے نام ان کے ایصالِ ثواب کے
 خاطر از خود تعمیر کرایا ہے یا اس
 کی پوری رقم ذمہ داران مدرسہ
 کے نام بھیجی تھی۔
 آج کل اس کے بہتر فاصلہ

دائیں مولانا محمد عمران صاحب جو پالی
 ہیں جو کچھ دنوں پہلے ندوۃ کے بہتر
 تھے۔ ماشاء اللہ ہر جگہ آپ کا دور
 متالی رہا ہے، آپ کی توجہ سے
 تاج المساجد کا کام منہاں ترقی پر
 ہے۔ بہر حال مقصدنا کے ضرورت
 یہ ہے کہ جس طرح گذشتہ دور کے
 شاہان اسلام و امر ملت و ارسلاف
 ان رفقاء و اہل و عیال کے کام کرنے
 والے اداروں کی جو عملہ افزائی فرماتے
 رہے اور مستقل اوقات کے ذریعہ
 مالی مساعدت کیا کرتے تھے۔
 اس طرح موجودہ دور کے امر
 اسلام جو شکر و غیب کمروں اور کوئلے
 اسٹور جوں برف خاٹوں اور آٹا میل
 و کپڑا وغیرہ کے ملوں اور بجلی و المنیم
 و پلاسٹک وغیرہ کے صنعتی کارخانوں
 اور اچھی اچھی تجارتی اسٹیاں گھڑی
 سائیکل ریڈیو، سلائی مشین وغیرہ
 جیسی اہم و دکاٹوں کے مالک ہوں
 ان کو بھی موجودہ دور کے دینی دلی
 تہذیبی اداروں کو بھر پور مالی
 مساعدت کرنی چاہیے اور دکانات
 آرامی وغیرہ کے ذریعہ آج کے
 دینی و رفقاء اداروں کو قوت
 پہنچانی چاہیے۔
 بعینہ
اسلام کا نظریہ عمل و سزا
 کہ بیٹھا۔ تو جب تک اس نے
 خود اپنے کو سزا دلا کر پاک نہ کر دیا
 لیا اسے سزا نہ آیا۔ اور یہ اسلامی
 قانون و سزا کا وہ روشن باب ہے
 جسے دنیا کی کوئی قوم و ملک پیش نہیں
 کر سکتا۔ ایک فائدہ قبیلہ کی عورت
 حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
 آتی ہے اور کہتی ہے کہ یا رسول اللہ
 مجھ سے مثل بد زونا سرزد ہو گیا ہے
 پاک کر دینے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم
 انہما دوسری طرف پھیر لیتے ہیں

بہر دوسری طرف سے آکر دیکھ بات
 کہتی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پھر
 چہرہ اندس دوسری طرف کر لیتے ہیں
 تیسری طرف سے پھر آکر یہی کہتی ہے
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم اعراض برستے
 ہیں۔ چوتھی طرف پھر آکر وہی الفاظ
 دہرائی ہے۔ یہ عورت پاگل تو نہیں وہ
 کہتی ہے یا رسول اللہ میں پاگل نہیں مجھ
 سے نکل سرزد ہوا اور حمل منظر چکا ہے۔
 حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دیتے
 ہیں کہ وہ منہ حمل کے بعد آنا۔ بچے کی
 پیدائش کے بعد آتی ہے۔ اور تیسری
 غلش اور دل کی بے غمرازی پھر وہی کہلاتی
 ہے۔ کہ یا رسول اللہ مجھے پاک کر دیجیے۔
 رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
 ہیں بچے کا دودھ چھوٹ جائے تو پھر آنا
 دو سال بعد پھر آتی ہے اور بچہ کے ہاتھ
 میں روٹی کا ٹکڑا دے کر لاتی ہے کہ ثابت
 ہو جائے کہ اسے میرے دودھ کی ضرورت
 نہیں۔ اور کہتی ہے یا رسول اللہ مجھے
 آرام نہیں آتا، بچے پاک کر دیجئے حضور
 انور صلی اللہ علیہ وسلم حدود الہی کی پاسداری
 کرتے ہوئے سنگساری کا حکم دیتے ہیں
 سنگسار کرتے ہوئے خون کا چھینٹنا حضرت
 خالد پر آجاتا ہے۔ وہ اسے کچھ برا کہہ
 بیٹھے ہیں۔ رحمت مجھ سرور و عالم صلی اللہ
 علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اسے برائہ کہو اس
 نے وہ توبہ کی ہے۔ کہ اگر معمول چینی
 (کی ناجائز و ظلم سے) وصولی کرنے والا
 بھی وہ توبہ کرتا تو بخشنا جاتا اور پھر روایت
 میں آتا ہے کہ اگر تمام مدینہ پر اس کی توبہ
 تقیم کر دیا جاتی تو سارا مدینہ بخش دیا جاتا۔
 (باقی آئندہ)

خط و کتابت
 کے وقت
 اپنا ہتھ صاف اور
 خوشنویس پتھر میں کیجئے

نہ کا دان پھیلیا اور ستمنا رہتا آج آپ کو مہیا مطلوب ہے قیام العلماء نہیں تھا

ہمیں آج پھلے سے کہیں زیادہ سختی کے تیار ہونے کی اور سرمایہ علم کی ضرورت ہے

جمیعتہ الاصلاح کے افتتاحی جلسہ میں مولانا ابو الحسن علی کی تقریر

(مکن شدہ سے پیوستہ)

آج شاید میرے الفاظ کو بے عمل سمجھیں
 گے اور کہیں گے کہ باندہ یا حقیقت کے توجہ نہ جانی
 نہیں ہے اس لئے کہ زمانہ ان تمام صدوں
 سے باقی ہوتا چلا جا رہا ہے جو ہم کو عزیز
 تھیں، جن کو مذہب نے پیش کیا ہے لیکن
 اسی کے ساتھ آپ دیکھیں گے کہ بجائے اس
 کے شخصیت سے عمل سے، اگر دار سے زمانہ
 کی مرعوبیت ختم ہو۔ مرعوبیت براہمنی
 چلی جا رہی ہے، ہر انقلاب کے پیچھے آپ کو
 کوئی ایسی شخصیت نظر آئیگی جس نے وقت
 کی بڑی تہذیب کو متاثر کیا۔ ان کے افکار و
 خیالات پر اثر ڈالا اور ایک نئی رو پیدا کی
 اور اس کی وجہ سے واقعات اور تہذیب کا
 ایک نیا دھارا نکلے اور جو اس زمانہ میں
 محض ظلم کہتا تھا میں لیکر اور طاقت لسانی
 کو ہتھیار بنا کر کوئی انقلاب برپا نہیں کیا
 جاسکتا۔
 ہر انقلاب کے سرے پر جہاں سے اس
 انقلاب کا چشمہ پھوٹتا ہے وہاں سے
 انقلاب سیل رواں ہوتا ہے۔
 آپ کو ایک ایسی شخصیت نظر آئے گی
 جس کے اندر چیز کا یقین دل و دماغ کے
 درمیان بیوستہ سے انتقام اہصاب بروری
 طرح حاوی ہے جس کے اندر ایک ایسی تقابلی
 اور برقی قوت موجود ہے جو سیکڑوں اور
 ہزاروں کو متاثر کرتی ہے، محض قدرت سے
 دوچار اچھی تعینات سے، ظلم کی روانی سے
 خیالات کے سلھاؤ سے کسی ناظریں عین سے
 عین کی نئے طرز میں کسی پرانے خیال کو بائے

جام میں کسی شراب کبھی کو پیش کرنے سے
 زمانہ میں کوئی نیا انقلاب اور انقلاب
 تو بڑی چیز ہے کوئی معمولی تبدیلی ہی پیدا
 نہیں ہو سکتی اس زمانہ میں ضرورت ہے
 کردار کی، قلب کی درد نسی اور اندوئی
 سوز کی ایک ایسی حرارت کی جو اندازہ
 جلا رہی ہو، اعصاب کو چھلار میں جو
 اور پھر یہ لادا پھوٹ کر کوہِ شعلہ نشاں
 کی طرح بڑھ رہا ہو اور اسکی عینش اور
 سوزش سیکڑوں اور ہزاروں لوگوں
 کو گرمی ہو۔
 جہاں تک میرا مطالعہ ہے کم از کم
 اسلامی تاریخ کے حدود میں شاید کوئی
 انقلاب خالص غلطی اور مطلقیت
 لسانی سے پیدا نہیں ہوا اس زمانہ
 کا بہت بڑا مسئلہ جس کی طرف میں آپ کو
 اجمالی طور پر متوجہ کرتا ہوں بلکہ زیادہ
 صحیح الفاظ میں ایک اشارہ کرنا چاہتا
 ہوں جسکو علامہ اقبال نے چھیڑا تھا۔
 انھوں نے کہا کہ زمانہ کا مجدد
 کھلانے کا سخت وہ ہوگا جو اسلامی تہذیب
 کی برتری ثابت کرے اور زندگی سے
 اس کا بیوند لگائے اور یہ ثابت کرے
 کہ اسلامی قانون و دینی قانون اور
 انسانوں کے تمام خواہ مخواہ قوانین سے
 آگے ہے وہ زمانہ کے آگے کی چیز ہے
 زمانہ اس سے آگے بڑھ نہیں سکتا
 اور دنیا نے خواہ کتنی ہی ترقی کی ہو لیکن
 اسلامی قوانین میں اس کی رہنمائی کی
 اب بھی صلاحیت رکھتے ہیں اس کے
 تمام حالات کے جوابات دیتے ہیں اور

انسانی زندگی کے پیدا ہونے والے
 مسائل کا اس کے اندر حل ہے اس میں
 ایک ایسی معاشرہ کی تنظیم کی بہت سی
 صلاحیت ہے، انھوں نے اس سوال
 کو اٹھایا تھا اور ان کی بڑی تہذیب کی
 وہ اس کا جواب دیں اور ہمارے مولانا
 سید سلیمان ندوی سے بڑی مدد کے غالب
 تھے جیسا کہ انھوں نے اپنے خط میں لکھا
 ہے، علم اسلام کے جوئے خیر کا فرہاد
 مولانا سید سلیمان ندوی کے علاوہ اور
 کون ہو سکتا ہے جو علامہ شبلی کے صحیح
 جانشین ہیں۔ آج بھی یہ سوال اٹھانے
 سے زندہ ہے اور جواب چاہتا ہے،
 اسلامی قانون کی برتری ثابت کرنے
 کے لئے علماء کو مدد ان میں آنا چاہیے
 ای طریقے سے اس وقت جو سب بڑا
 میدان ہے اور جو سب بڑا فیصلہ کن
 سوز اس وقت عالم اسلام میں پیش
 ہے اور جس میں سے بہت سے ممالک
 آزادئش کے دورے گذر رہے ہیں اس غلط
 منزل پر جانے سے ہمیں جس کے قدر سے
 بھی ہمارے اسلام کی تہذیب حرام ہوتی ہوگی
 اور بہت سے ممالک اب اس منزل کی
 طرف بہت تیزی سے گامزن ہیں وہ
 ہے اسلامیت اور تہذیب کی کشمکش
 کا سلسلہ، اس وقت اس طبقہ کے زبان
 جس کے ہاتھ میں زمام حکومت ہے اور
 سوادِ عظیم اور علمین کے درمیان
 ایک بہت بڑی ذہنی کشمکش برپا ہے
 اس وقت جس طبقہ کے ہاتھ میں زمام
 کاراں ہے وہ ترقی تہذیب کا مثالی

دائم نہیں ہو سکتی غیر مسلم ہے، ہر چیز کا
 دوام اس کے مناسب ہوتا ہے، مثلاً
 اگر کہا جائے کہ فلاں شخص ہمارے پاس
 ہمیشہ آتا ہے تو کیا ضرور ہے کہ وہ
 ہر وقت آئے ہی میں مشغول رہے بلکہ
 مطلب یہ ہے کہ جو وقت اس کے آنے
 کا کہیں ہے اس میں بلا تاخیر آتا ہے
 اسی طرح نماز ظاہری کا دوام بھی ہو
 کہ اپنے متعین اوقات میں ناخاندانہ ہونا
 یہی دوام ہے، دوسرے اگر تسلیم کیا
 جاوے کہ نماز باطنی ہی مراد ہے تو قطعاً
 یہی فرض ہی مگر اس سے ظاہری نماز
 کا حصول ہونا کسی طرح ہوا۔

ہے اس نماز سے جو خلافت طریقہ
 مسنون پر بھی جائے کیونکہ پہلی نماز
 اوفق السنۃ ہے اور دوسری
 بعد من السنۃ ہے۔
 ذکر نماز وغیرہ میں سرری
 توجہ و استحضار کافی ہے، زیادہ
 کاوش توجہ میں نہ کرے در قلب
 دوران ماؤت ہو جائیں گے
 زیادہ کاوش سے قلب اور پریشانی
 ہو جاتی ہے جس سے نفع بند ہو جاتا
 ہے، سرسری توجہ ہی سے شدہ
 شدہ ملکہ نامہ حاصل ہو جاتا ہے
 اسی طرح کسی خاص کیفیت یا راحت
 کی بقا کے لئے بھی زیادہ کاوش
 نہ کرے نہ اس کے پیچھے پڑے، گھیر
 گھار سفر ہے، اپنا کام کئے جانے
 جیسی جیسی استناد اس کے
 سامنے پڑتی جاوے گی اس کے
 مناسب احوال و ارادات خود
 خالص ہوتے رہیں گے۔ اپنے قلب
 کو مشغول نہ کرے نہ لذات و ملامت
 کے درپے ہو۔ بڑی چیز کام میں
 مشغول ہونا ہے۔

یہ کہنا کہ ذکر اللہ نماز سے بھی زیادہ
 کرے تو اگر کے سامنے اصرار کیا جاوے
 یہ بھی غلط نہیں تفریح ہے۔
 اول تو دل سے اللہ
 اسے ہو کہ یہ تفسیر متعین نہیں بلکہ ممکن
 ہے کہ نماز کی فضیلت بیان کرنا مقصود
 ہو کہ نماز میں فلاں فلاں برکت ہے اس
 کی وجہ یہ ہے کہ یہ ذکر اللہ یعنی اللہ
 کی یاد ہے اور اللہ کی یاد ہی بڑی چیز
 ہے اس لئے نماز میں یہ برکت دی، سو
 اس لئے یہ ہے تو اس میں نماز کی توجہ
 ہے نہ کہ تفسیر اور اگر وہی تفسیر ان کی
 جائے تو یہ کیا ضروری ہے کہ اگر کے
 تھے اصرار کی حاجت نہ ہو، جسلا
 اگر وہی فرض میں ہوں تو کیوں نہ حاجت
 ہوگی۔ مثلاً ایک شخص کے دو بیٹے ہیں
 ایک بڑا ایک چھوٹا تو کیا بس ایک قافلہ
 سے اگر کے ہوتے ہوئے اصرار کیا
 حاجت ہے، چھوٹے بیٹے کا کھانا
 کہ کام تمام کر دینا چاہئے؟

اس لئے سنت کے مطابق۔
 لے سنت کے غیر مطابق سنت سے
 تھے کمالات اشرفیہ ص ۱۸۹
 لے تشریح ابھن

متفرقات
 اگر نماز سنت کے موافق ہو تو گو
 اس میں لاکھوں وسادیں آئیں وہ خدا
 تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ
 لے کمالات اشرفیہ ص ۱۸۹

فضا بن فیضی



یہ حصار حرم کوئی یہ فیصل جو در جبر
 قید میں بیدار کانتوں کے ہیں چوں کے غیر
 اس کے فرمانروا ہیں موت کے خون قلاب
 ہے خزانوں کی جاری آج بھی سانپ کی نسل
 کھاگئی انسانیت کو تازہ اور نسیب کی بھوک
 جرموں کے ماتھے میں ہے عجب کی باگ ڈور
 یہ تیرہری بارگاہوں کے غلامان سیاہ
 صاحب حکیم اور اہلبیس کے حلقہ بگوش
 ظالم و جاہل میں بیگناہوں کے خوب
 وہ تھکتے ہوادی وہ سبلی نفرت کی آگ
 ہیں لہو سے لالہ سامان بچو دیکھو کہ فرسش
 سو چکرے قلب مشق ہوتا ہے چھٹانے مانع
 آستین دل میں ہیں کتنے خنجر بے نیام
 یہ سکتے بام و در کس مشن کا عنوان ہیں
 یہ جنوں کے کون سے قوی تصور کا نقیب
 کون سے آتش کی تہذیب کی ہیں برکتیں
 تار کے جاری رہ گیا آتش و جس کا یہ کھیل
 کس ترانے کی ہے دم دم محوم ہوئی یہ چین
 کوزے ہیں کون کی جوہریت کا بند و بست
 دشمن ان وعدت، رہن ناموس دنام
 لب پر صلہ و آشتی اور ذہن میں سازش کا زہر
 اہلی و غیبت وستی کے یہ محراب و محفل
 یہ غزوات کے حرم میں سیرتوں کا احکامات
 آپ کی کرنا اور زیادہ آپ سے
 کیسے کہ دستار کے فرمان پر یہ خطا نسخ

کہہ دتے ہیں سنگ ریزے نوجوان بیرونی قہر
 پتھروں کی زچہ ہیں بلور سجاب و حسیر
 ڈاکٹر نکلے ہیں نائل منہ پر رحمت کی نقاب
 کھیت میں آگئی ہے بیوں کی بھر لاشوں کی نفس
 کیا کہوں چھوٹوں نے برتا ہے جو کس سوک
 منصفی کے تخت پر بیٹھے ہیں ڈاکٹر و چور
 یکم و زر کے جبر پر ہیں کسکے داد خواہ
 منصف اعزاز کے حقدار اور ملت فردش
 ہو گئی کس فار میں تہذیب انسانی غروب
 مانگی کپڑوں میں ہیں بلبوں، شہوں کے ہماگ
 دیکھو کہ یہ بربریت کا پتہ کاب اطلالہ عرش
 چوکنے اٹھے ہیں گھر کھانے ہی گھر کے چران
 کس نے سوزیا ہے دردوں کو تمدن کا نظام
 یہ جہاز کون سی تفسیر کے جہان ہیں
 کس ہم آہنگی کے منظر میں یہ زندان و صلیب
 سرریہ و جیم پیرا ہن در یہ عصمتیں
 یہ تباہی ہے کس ایوان و فنا کی داغ بیل
 بر نفس لینے ہے تپتے ہوئے لوہے کی سینا
 یہ بلا کو کے پسر چنگیز کے یہ سر بارست
 خون چینی جو تک میں ضلالت کے یہ غلام
 کاٹ لے چکویہ فیضی اس کو کیا آئے گی لہر
 کس دیکھے سے ہی کہوں تو اس سے فغانے میں جیل
 پوچھتے قلب عجز میں پڑ گئے کتنے شگفت
 خورے حالات کے قدوں کو فوجیں چاہیں
 کرے جیلان اور قانون کے چہرے کو نسخ

دیکھو وہ پیوست ہے پہلو میں سنگینوں کی لوٹ
 تجھ میں ہمت ہے تو بڑھ کر وقت کے تیور کو لوٹ
 (بگلیہ ریاست جدید کا بند)

مسلسل
 یورپ اور
 (ازخا و رشتنا سے)

تسلل کے لئے ۱۰ اپریل ۱۹۶۹ء کا شمارہ ملاحظہ فرمائیں

خاص خاص شہر و دیہات کے ہلاکت کا اوسط

شہر	ہلاکت کا فی صد اوسط
کھنگ کے ہنگ آبادی	۲۳۳
کھنگ سے پہلے کی آبادی	۱۴۸۳۰۰
کھنگ کے ہنگ آبادی	۵۰
کھنگ سے پہلے کی آبادی	۳۵۲۰۵۵۹
کھنگ کے ہنگ آبادی	۱۵
کھنگ سے پہلے کی آبادی	۱۱۰۵۶۳

جنگ عظیم کے بعد جو یہودی یورپ میں رہے ان کی تعداد ۱۹۶۱ تک
 کافی بڑھی ۱۹۶۱ء کی مردم شماری کے مطابق حسب ذیل تعداد نظر آئی

ممالک	دوسری جنگ عظیم کے خاتمہ پر یہودی آبادی	۱۹۶۱ء میں یہودی آبادی	مالک	دوسری جنگ عظیم کے خاتمہ پر یہودی آبادی	۱۹۶۱ء میں یہودی آبادی
پولینڈ	۶۰ ہزار	۳۰ ہزار	اسٹری	۱۸ ہزار	۴ ہزار
رومانیہ	۱۳ اور ۳۱ لاکھ کے درمیان	۰	لیٹوا	۱۵ ہزار	۴ ہزار
جرمنی	۶ ہزار	۳۰ ہزار	ڈنمارک	۱۵ ہزار	۶ ہزار
ہنگری	۲ لاکھ	۳۰ ہزار	ایک لاکھ	۵۰	ایک ہزار
یوگوسلاویہ	۲۰ ہزار	۱۸ ہزار	نورسے	۴ سو	ایک ہزار
فرانس	ایک لاکھ ۵۰ ہزار	۳۰ ہزار	LITHUANIA	۱۵ ہزار	۴ ہزار
اسٹریا	۵ ہزار	۵۰ ہزار	LATVIA	ایک ہزار	۴ ہزار
ہولینڈ	۲۵ ہزار	۲۶ ہزار	ESTONIA	۵	۴ ہزار
یونان	۹ ہزار	۴ ہزار	روس	۱۸ لاکھ	۲۲ لاکھ
بیلجیم	۲۵ لاکھ ۲۰ ہزار	۶ ہزار			

بلاد السلاویہ اور یہود

عزیزو! یہ بھی سمجھی یورپ میں یہودیوں کے خلاف قہرانیوں اور روح فرسا نظام
 کی داستان کی جراثیم کی پاداش میں یہ سزائیں دی گئیں ان تفصیلات کا یہاں سورج نہیں
 مستقل مضمون ہے جس پر تامل تحریر کی گئی تھی ہے۔ لے
 لے یورپ میں یہودیوں کی انفرادی و اجتماعی جرائم، ان کی مذہبی و دنیاوی اہمیت کے بارے میں
 ۲۰۰۰ میں لکھی گئی تھی "المنصورون فی الارض" اور جرائد اللہ والیہ والیہ والیہ والیہ والیہ
 ملاحظہ فرمائیں الانشاء اللہ ۱۹۶۵ء میں اولیٰ جلد کی ۱۱۱۱ جلد کے نامی زبان میں یہودی
 تفسیر ہے اس کتاب کی تمام خصوصیات یہ ہیں کہ اس میں تاریخ اور جغرافیہ اور معاشرے کی
 تفسیر ہے اس کتاب کی تمام خصوصیات یہ ہیں کہ اس میں تاریخ اور جغرافیہ اور معاشرے کی

اس داستان قہرمان کے بعد ظہور اسلام کی رحمتوں اور بلاد اسلامیہ کی غم گساروں کا حال
 تاریخ کے طالب علم کے لئے اذکی اور نا اذکی بات نہیں، شرق اوسط کی بلاد اسلامیہ میں
 پر یہودی آج موت کا بادل جھونکا رہا ہے، یہاں زمین و آسمان منسوب یہودیوں
 پر سایہ رحمت تھے جہاں ان کی جان و مال کو امان ملی اور راندہ عالم قوم جو صدیوں سے
 موت و لذت کی کشمکش میں مبتلا تھی، اچانک تازہ دم قہر ملت سے اظہار ہوئی
 نشا و ثناء کا آغاز ہوا، نہ صرف شرق اوسط کی بلاد اسلامیہ یہودیوں کا لہجہ و مادہ
 تھیں بلکہ یورپ کی طاقتور عثمانی حکومت بھی راندہ یورپ قوم پر ابر رحمت کی طرف
 سایہ نکل رہی مسلم مملکت یا کوئی غیر فرقہ مضمت نہیں خود ممانت اہل علم و تحقیق کا یہودی
 ۲۰۰۰ مضمون نظر آ رہا ہے۔

The greatest haven of refuge was Turkey,
 THERE the new comers were sedulously
 encouraged by the sultan and treated
 with a favour that reached its climax
 in the meteoric career of Joseph -
 Nasi, duke of Nassau.

اس سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ یورپ کے مردود یہودیوں کی ناگاہ اورینٹ میں
 ترکہ کے سوا کہیں نہیں تھی۔ جہاں نوزاد دنیا گزیر کی توجہ آج کل افریقہ
 ہوتی رہی۔ حمایت ہوتی رہی۔ یہاں مستحکم جہاں جب تک ترکہ کے ماتحت میں یہودی
 ماحول رہے لے۔ شرق اوسط میں ظہور اسلام کے بعد کی یہاں تبدیلیاں واقع ہوئی
 ان کا ہمارا جزو ہر دور ہے۔ سابقہ دور اور اساتذہ نظام کی ساری طاقت
 کے بغیر ظہور اسلام کی رحمتوں اور بلاد اسلامیہ کی غم گساروں کا ناقابل ملاحظہ اور مزاحمت
 تصور پیدا نہیں ہو سکتا۔

ظہور اسلام سے قبل شرق اوسط میں یہودی پرستی اور سراسرانی نظام اور عیسائی

عیسائی اور یہود
 قوم یہود شرق اوسط میں بربادی کے ابتدائی دور سے لے کر
 حوادث کا شکار رہی، رومی دور حکومت میں اس قوم کو کھانا
 کئی جاری رہی سرکاری نظام، عوامی نفرت عدم مساوات وغیرہ اس دور میں
 رہے کہ اس قوم کی علمی اور سماجی حیثیت ختم ہو گئی، دوسری صدی عیسوی میں
 قنوطیت کا دور آیا۔ اس دور میں یہودیوں کے منظر دست بد عار ہے۔

رومہ الکبریٰ کے بعد میں قوم یہودی سرگزشت پہلے گزر گئی۔ یہاں چونکہ
 ظہور اسلام سے قبل کی سیاسی کشمکش کا جائزہ مقصود ہے لہذا نیز تفسیر سلطنت۔
 روارث رومہ الکبریٰ سے متعلق چند اشارے مفید ہوں گے، جس میں اول۔
 ۶۵۲ء کا زمانہ مشہور شہادت کے جلال و دہرہ کی تجدید یا اجراء کا دور تھا۔ جسکے
 نوجی جنرل نے ڈنڈل قبائل (Yehudees) کے ہاتھوں سے افریقہ چھینا اور گوگتہ
 قبائل سے اٹلی برآمد کیا جس میں جرج شاہ کو بالاکستی کا قائل تھا۔ دینی وحدت برآگئی
 قائم کرنے کے لئے ۵۵۲ء میں ان کے تسلط کی دوسری کوشش طلب کی۔
 کی تدوین (۵۲۱ء) میں ان کی زندگی کا شمار کیا گیا۔
 جس میں کا دور یہودیوں کا دور تھا، چونکہ عیسائی میں اپنے کو فریادہ خدا تصور کرتے
 تھا ان کے ذاتی عقیدے کے مطابق خدا نے انے دنیا میں دینی وحدت قائم کرنے کے لئے
 لے خدا یورپ میں سابق مسلمان
 لے (امراہی، تاریخ سابق) ملاحظہ فرمائیں

میں نے کہا یہی شاہ عمر سعید صاحب
جو بیٹے ہوئے ہیں۔ وہ ایک ایسے
ایسے اقداب تھے جس کا نقشہ ہوا

میں نے کہا یہی شاہ عمر سعید صاحب
جو بیٹے ہوئے ہیں۔ وہ ایک ایسے
ایسے اقداب تھے جس کا نقشہ ہوا

میں نے کہا یہی شاہ عمر سعید صاحب
جو بیٹے ہوئے ہیں۔ وہ ایک ایسے
ایسے اقداب تھے جس کا نقشہ ہوا

عزل

قبول آپ اپنی سزا کون کرتا
یہ اہل قلم کے سوا کون کرتا
حسنیہ آپ کا دم عنایت پروردہ
دعا کیوں نہ دوں دست آئینہ گر کو
تم تائیں تیری مٹھنے والے
تھا خود کو بے مدد کون کرتا
بھروسہ نہ ہوتا جو رحمت پر تیری
شکست نفس ہے جنوں کا کرشمہ
اگر ہم نہ ہوتے وفا کون کرتا
مسائل کو حل دوسرا کون کرتا
ہیں درد سے آشنا کون کرتا
تو حسن کا سامنا کون کرتا
فنا خود کو بے مدد کون کرتا
یہ لغزش پر جرم و خط کون کرتا
اسیری میں یہ جو صلہ کون کرتا
نہ کرتے فگار انگلیاں ہم جو اپنی
رقم کرب تاریخ کا کون کرتا

حاصل ہے، نتیجے تو اپنے ایک نچے کا یہ
کھٹنا بہت پسند آیا کہ میرے اچھے
میاں میں ہاتھ کو بوسے دیے جاتے
ہیں اگر احساس ہو تو اس میں زخم
ہیں اور پھوٹے جن پر مرہم اور
زندہ طلسمات ملنے کی ضرورت ہے۔

بیتیہ نہ صدقہ کے احکام و منافع

ایک بڑی حد تک ہو جاتی ہے اور
کچھ خواہاں بیان پھر بھی باقی رہ
جائیں ان سے درگزر کے لئے خدائے
رحمن درحیم کا لطف و کرم کافی
ہے جو غریبوں کو خرابیوں کا
اور غمناکیوں کو برائیوں کا غوش
بنانا ہوتا ہے۔ یہاں پر یہ کہ

پھرتیلا جسم

خون کی سلاخیوں کی وجہ سے جسم کی سب سے بڑی
تہیں ہو سکتی اور جلد پر بظاہر داغ دیکھے جاتے ہیں

خون صفا

جگر اور معدہ کی اصلاح کر کے نیا خون پیدا
کرتا ہے، جلد کو داغ و خدوں سے محفوظ رکھتا ہے

دواخانہ طبیک کالج مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

سولے
ایجنیہات
(۱) اودھ جنرل اسٹورس امین آباد لکھنؤ
(۲) ایم ایس ظہیر ایڈسنس جمن نگر کانپور

کوائف دارالعلوم

۴ اپریل ۱۹۶۹ء کو حضرت مولانا سید ابوالحسن علی صاحب مدنی (ناظم ندوۃ العلماء)
حجاز مقدس کے سفر پر مدینہ یونیورسٹی کے سالانہ جلسہ میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے ہیں
حضرت مولانا زید عجمہ کی رفاقت میں مولانا سید الرحمن صاحب عظیمی مدنی مدظلہ العالی
نیز مولانا قاضی حسین اللہ صاحب (ناظم ندوۃ العلماء) ہیں، مولانا معین اللہ صاحب
عمرہ کے قند سے تشریف لے گئے ہیں، حضرت مولانا زید عجمہ کی ایک ماہ کے بعد واپس
منتظر ہے۔

مولانا محمد رابع صاحب مدنی (استاذ ادب دارالعلوم ندوۃ العلماء) سفر فرج تشریف
لے گئے تھے مجدد السنہ کی بجائیت تمام یکم می کو واپس آئے اور اپنے مفوضہ اسباق کی تعلیم میں
مشغول ہو گئے۔

۳ مئی ۱۹۶۹ء کو دوپہر کے بعد اچانک صدر جمہوریہ جناب ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب کے
انتقال پر طالع کی خبر نہایت رنج و اندوس کے ساتھ سنی گئی، صدر و راج کی اس فضا میں
دارالعلوم میں تعطیل کر دی گئی اور مرحوم کو ایصال ثواب کیا گیا، ناظم ندوۃ العلماء کی جانب
سے مرحوم کے پسماندگان، قائم مقام صدر جمہوریہ، وزیر عظیم ہند کو تفریحی تار ارسال
کئے گئے، اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔

دارالعلوم میں ہر ریح الاول ۱۹۶۹ء صومرہ ۱۹ مئی سے امتحان ششماہی
کا آغاز ہونے والا ہے، تعلیمی اوقات کے علاوہ مسجد و اقامت خانوں میں سہ قیوت
نذکرہ و نکرار اور مطالعہ کا مشغل جاری رہتا ہے، امتحانات اور ریح الاول صومرہ حسنہ
۲۷ مئی کو ختم ہوں گے۔

عوامہ دراز سے خیال تھا کہ دارالعلوم کے لئے غلہ اکیم کی راہیں ہموار کی جائیں
دینی اداروں کی آمدنی کا یہ بھی ایک مفید ذریعہ ہے لیکن چند در چند موانع کی وجہ
سے اب تک کوئی عملی اقدام نہیں کیا جاسکا، اس مرتبہ تجربہ کے طور پر منشی عثمان غنی
صاحب کو اطراف مظفر نگر و سہارنپور کے ایک مخصوص حلقہ میں روانہ کیا گیا ہے، ہم
کو امید ہے کہ مخلصین پیش از پیش قیادان و مہمت افزائی فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔
مولوی عبدالرشید صاحب رائے بریلی و پرتاپ گڑھ کے دورہ پر گئے ہیں۔
مولوی واجد علی صاحب شہر گیا اور پٹنہ کے دورہ پر ہیں۔ مولوی حکیم فقیر الدین صاحب
ندوۃ ضلع فرخ آباد، بدایوں، بلند شہر اور میرٹھ کے دورہ پر گئے ہوئے ہیں، اجاب
و مخلصین سے قیادان کی درخواست ہے۔

مولانا محمد سعید صاحب مدظلہ العالی

پرنٹنگ پبلشر ڈپٹی مینڈ محمد الحسنی نے ممتاز پرنٹنگ پریس سائے مہلا کالج امین آباد میں چھپوا کر دفتر تعمیرات شہید قیوم ترقی دارالعلوم ندوۃ العلماء سے شائع کیا۔